بچوں کو سن شعور پر پہنچنے تک اگر سن رسیدہ بزرگ یہ سکھا سکیں کہ وہ بے لوث اور ٹھیک طور پر غور و فکر کیا کریں، موانست برتیں اور بغض و عناد نہ پیدا کریں، تو پھر اور کیا باقی رہ جاتا ہے؟ اگر ہم ایک دوسرے کے گلے پر ہر وقت سوار رہیں، اگر خود اپنے اندر گہرا تغیر کر کے دنیا میں امن و چین ہم قائم نہ کر سکیں، تو پھر مقدس کتابوں کا مطالعہ اور مختلف مذہبوں کے روایات اور قصہ کہانیوں سے کیا فائدہ؟ اصلی مذہب تو یہ ہے کہ بچوں کی ایسی ساخت پرواخت کی جائے کہ وہ ذی ہوش بنیں اور اس قابل ہو جائیں کہ خود ہی عارضی کیفیت اور دائمی حقیقت میں امتیاز کر سکیں، اور زندگی کی طرف استغنا اور بے نیازی کا انداز پیدا کر سکیں۔ بجائے اس کے کہ بچے اور نوجوان چند فرسودہ الفاظ، مقولوں اور منتروں کو الٹا سیدھا دوہرالیں، کیا یہ زیادہ مفید نہ ہوگا کہ گھر میں یا مدرسہ میں، روزانہ اوّل وقت کام شروع کرنے کے پہلے کسی ایسے سنجیدہ مضمون پر غور یا مطالعہ کریں جس میں گہرے اور اہم خیالات کا تذکرہ ہو۔

گزشتہ زمانے کے لوگوں نے بوالہوسی، تقلید مرجاد، اور پرستش معیار کی دھن میں دنیا کو مصیبت اور تباہی میں ڈال رکھا ہے۔ اب شائد آئندہ نسلیں صحیح قسم کی تعلیم کی بدولت اس بربادی کو روک سکیں، اور زیادہ خوشگوار معاشرتی نظام کی بنیاد ڈال سکیں۔ نوجوانوں میں

اگر تجسّس اور تحقیقات کا مادہ بڑھے اور وہ سیاسی، مذہبی، ذاتی اور سوشل معاملات کی حقیقت کی تہ تک پہنچنے میں لگے رہیں، تو ایسے نوجوانوں کی بڑی اہمیت ہوگی، اور تب بہتر طرز کی دنیا کی امید کی جاسکتی ہے۔ بچوں کو اکثر ہر بات کی کھوج رہتی ہے، وہ ہر چیز کو جاننا چاہتے ہیں، مگر ہم تو مرشدانہ ادا سے ہدایت دے دے کر اپنی دانش مندی کے زعم میں اور بے صبری کی وجہ سے بچوں کے شوقِ معلومات کو نہایت سرسری طریقے سے ٹال ٹول کر غبی اور کند ذہن بنادیتے ہیں۔ ہمیں چونکہ یہ ڈر لگا رہتا ہے کہ نہ معلوم وہ کیا پوچھ بیٹھیں، ہم ان کے استفسار کا حوصلہ پست کر دیتے ہیں اور چونکہ ہم میں خود تحقیق اور تجسّس کا مادّہ ختم ہو گیا ہوتا ہے، اس لیے ان کے بھی ذہنی اضطراب اور بے اطمینانی کو ٹھنڈا کر دیتے ہیں۔ اکثر والدین اور اساتذہ بچوں کی بے اطمینانی سے اس لیے اور بھی ڈرتے ہیں کہ اس سے ہر قسم کے تحفظ اور آسائش میں خلل پڑتا ہے۔ ایسے خطرے سے بچنے کے لیے نوجوان کو محفوظ عہدوں کی تلاش یا شادی یا وراثتِ جائداد، یا مذہبی عقائد کی تشفی کی آرزو میں لگے رہنے کی ترغیب دیتے رہتے ہیں۔ بزرگوں کو ایسے طریقے اچھی طرح معلوم ہیں، جن سے دل و دماغ کند ہو سکتے ہیں، چنانچہ بچوں کے طبائع پر بھی اپنے مقبول شدہ مستند احکام مرجاد اور عقائد کا اثر ڈال کر اُن کو ویسا ہی بے مصرف بنادیتے ہیں جیسے کہ وہ خود ہیں۔ چاہے کسی مضمون پر کتنی ہی